Edited

شعور و جنون

Catos

U1
V515

ویدرا بی

از غول

10

محترمہ بیگم ریحانہ جلال کے نام

خونِ دل کی کشید جاری ہے
بن رہا ہوں ایاغ جلنے سے

ہر طرف پھیلتے ہیں اُجیالے
میرے سینے کے داغ جلنے سے

اُٹھ گئی جو خمِ اس پہ تہمت تھی
موسمِ گُل میں باغ بے جلنے سے

رُو سیاہی کسی کی چُھپ نہ سکی
سرِ محفل چراغ بے جلنے سے

آگ جب تک نہیں دُھواں کیسا
دل کا پایا سراغ بے جلنے سے (اثر)

جل بُجھی شمع چُپ ہیں پروانے
یوں ملا ہے فراغ بے جلنے سے

کچھ نہیں کھلتا ابتدا کیا ہے
اس خرابات کی بنا کیا ہے

سوچتے ہیں کہ ابتدا کیا تھی
کاش سمجھیں کہ انتہا کیا ہے

تمہیں تم ہو ہماری نظروں میں
ہم نہیں جانتے خدا کیا ہے

درد تم نے دیا عنایت کی
مگر اس درد کی دوا کیا ہے

ہم نے دنیا میں کیا نہیں دیکھا
دیکھئے اور دیکھنا کیا ہے

زندگی سے کبھی مفر ہی نہیں
زندگی سے تو بھاگتا کیا ہے

آگ یہ آگ ہے محبت کی
جھونک دے دل کو دیکھتا کیا ہے

پہلے نظریں مِلاؤ پھر پوچھو
ہم بتا دیں گے مُدعا کیا ہے

راہِ اُلفت میں بیٹھ کر راہی
پوچھتے ہو مجھے ہُوا کیا ہے؟

دل سے جب لَو لگی نہیں ہوتی
آنکھ بھی شبنمی نہیں ہوتی
جس کو غم نے حیات بخشی ہو
ہر خُوشی وہ خوشی نہیں ہوتی

کانٹے جب تک جواں نہیں ہوتے
شاخِ گل کی ہری نہیں ہوتی

خاص انداز جب سخن کا نہ ہو
شاعری شاعری نہیں ہوتی

لب پہ جبراً ہنسی بھی لاتے ہیں
درد میں کچھ کمی نہیں ہوتی

زہر ہوتا ہے آج کل راہی
ان لبوں پہ ہنسی نہیں ہوتی

اُروشی آسماں سے آجائے
کوئی ارجن سا روپ دِکھلائے

کوئی بس جائے جو تصوّر میں
موت بھی زندگی سے شرمائے

چاند بکھرا رہا ہے کرنوں کو
کون آتا ہے سر کو نہوڑائے

بادلوں کے سجیلے ڈولے پر
کوئی دلہن پیا کے گھر جائے

کوئی پھر دل میں چٹکیاں لے لے
کوئی پھر من کو آکے بہلائے

آپ کی اس نگہ کے میں قربان
ہاں کوئی تیر پھر ادھر آئے

شب کی تاریکی بڑھتی ہی جائے
کون آتا ہے زلف بکھرائے

جھلملائے ستاروں کے جھرمٹ
کس کی پلکوں پہ اشک تھرائے

اس کی جو بات ہے نرالی ہے
دلِ ناداں کو کون سمجھائے

اُن کو بھولے زمانہ ہوتا ہے
اشک آنکھوں میں پھر بھی بھر آئے

دمِ بجز و ساری کائنات ہوئی
ہم نے وہ گیت پیار کے گائے

بے وفائی کا کیا گِلہ تم سے
ہم بھی اہلِ وفا نہ ہو پائے

چل گئی کیسی یہ چمن میں ہوا
پھول کھلنے سے پہلے مرجھائے

دیکھ راہی وہ ہنس رہے ہیں آج
کہیں رونا تجھے نہ پڑ جائے

ختم جب انتظار ہوتا ہے
دل بہت بے قرار ہوتا ہے

جن کو غم سازگار ہوتا ہے
میرا اُن میں شمار ہوتا ہے

بے رُخی بھی ہے ایک پیاری ادا
بے رُخی سے بھی پیار ہوتا ہے

بھولتے ہو بھلا جو دیتے ہو
پیار کرنے سے پیار ہوتا ہے

سوچتے ہیں وہ کارواں ہوں گے
اور ثابت غبار ہوتا ہے

لوٹتے ہیں تری ہی جانب پھر
تجھ پہ دل پھر نثار ہوتا ہے

گرچہ نامعتبر ہے وعدہ تِرا
پر ہمیں اعتبار ہوتا ہے

خام تِرا خیال ہے راہی
کون دُنیا میں یار ہوتا ہے

یہ آرزو نہیں کہ ہمارا نشاں رہے
زندہ محبتوں کی مگر داستاں رہے

آنسو دمِ سحر تھے گلستاں میں جا بجا
کیا جانے کون رات کو گریہ کناں رہے

اِتنا ہے یاد سوئے تھے پہلو میں اُس کے ہم
اتنی خبر نہیں رہی شب بھر کہاں رہے

رازِ دروں کا آنا زباں پر تو دُور تھا
آنکھوں میں اشک آئے تو وہ بھی نہاں رہے

ہم دُور دُور تجھ سے بھٹکتے پھرے مگر
دِل میں ترا خیال، رہا ہے جہاں رہے

چشمِ کرم تمنا ہیں، دورِ شراب و جام
اے کاش ساری رات یہ محفل جواں رہے

وہ چاہ پیار اور دلوں کی وہ دھڑکنیں
مر جاؤں جو نگہ میں، نہ اب وہ سماں رہے

آہی دیارِ غیر میں اپنوں کے ظلم بھی
آئے جو یاد، سمجھے غنیمت جہاں رہے

للہ سنبھل اے میرے دل بے کار سے
اُلجھن یاد نہ کر
پیچھے ہے وہ بچپن کی منزل کھو یا ہوا
بچپن یاد نہ کر

اچھا ہے قناعت کر لے گر اِن جیون کے
ویرانوں پر
کھیلے تھے یہاں دو دِل مِلکر وہ پیار کا
آنگن یاد نہ کر

گذرے ہوئے لمحے بھول بھی جا، آہوں سے
نہ اپنی دھوم مچا
آنسو نہ بہا برسات نہ لا، بیتا ہوا
ساون یاد نہ کر

شاید یہ سازش ہے غم کی، بھیگی جو پلک
ہے شبنم کی

راتیں اب بھول وہ پونم کی، وہ پیار کی
چتوں یاد نہ کر

ہے پیار کا اِک یہ بھی جادو، پلکوں پہ نہیں
کوئی آنسو

روتا تھا جہاں سر رکھ کر تو، اب اُن کا
دامن یاد نہ کر

راہی اب ڈھونڈ نئی راہیں ماضی کو بھول
نہ بھر آہیں

مت پھیلا یوں اپنی باہیں، ٹوٹا ہوا
بندھن یاد نہ کر

آنکھوں کی ویراں راہوں کو جب اشک سنوارا کرتے ہیں
جھرمٹ میں اِن تاروں کی ہم تجھ کو پکارا کرتے ہیں

اے جانِ تمنّا گو تجھ بن اب جینا سخت اجیرن ہے
اک آس ہے جس کے بُوتے پر ہم جینا گوارا کرتے ہیں

تم دل سے گئے دل ہم سے گیا یہ رنگ ہی اب بے ڈھنگ ہے آب
دل تُم کو پکارا کرتا ہے ہم دل کو پکارا کرتے ہیں

پہلے تو چُبھن سی ٹیس پڑی اب ٹیس میں شامل کھولن ہے
لو جلد خبر ہم کانٹوں پر یوں رات گزارا کرتے ہیں

رہا ابھی ناواقفِ رسمِ محبت، سنبھلو اور بڑھو آگے

اِس راہ پہ چلنے والے بھی کیا پاؤں پسارا کرتے ہیں

بادل چھائے ہلکے ہلکے
یادوں کے پیمانے چھلکے

آنسو آ نہ سکے پلکوں تک
رہ گئے یہ طوفان مچل کے

اُف یہ ترا اندازِ تکلّم
نظریں ہیں یا شعرِ غزل کے

بدلی چھٹے اور چاندنی چھٹکے
ڈھلکے سر سے آنچل ڈھلکے

بکھرے پڑے ہیں گلیاروں میں
روڑے پتھر رنگ محل کے

جتنے تھے سب جھوٹے نکلے
وعدے تیرے پہلے پہل کے

دل ارے دل گیا گذری تجھ پر
یوں بھی نہ ڈوبے کوئی سنبھل کے

بہار آئے گی آئے گی انتظار تو کر

حیات رنگ جمائے گی انتظار تو کر

جہاں نہ جی سکا کوئی، نہ جی رہا ہے کوئی
وہاں بھی زندگی چھلکے گی انتظار تو کر

الم نہیں جو ابھی ہے رندھی رندھی سی فضا
وفا کے گیت سنائیگی انتظار تو کر

بھری بہار میں چپ چپ کلی بھی گلشن کی
ہزار نغمے جگائے گی انتظار تو کر

یہ مانتے ہوئے تاریک رات ہے لیکن
نئی سحر مگر آئے گی انتظار تو کر

تلخ

آج تیری وہ سہیلی نظر آئی مجھ کو
بانٹنے چاہے تھے دکھ جس نے ہمارے مِلکر
صرف دیکھا ہی اُسے بات نہ کرنے پایا
اُس کی صورت کی طرح قصّۂ پارینہ اِک

مثلِ تصویر اُبھر آیا میری آنکھوں میں

اُس کی آنکھیں بھی تو غماز تھیں اُسکے دل کی

نقش سب زندہ نظر آتے وہاں ماضی کے

ایسا احساس ہوا کہہ رہی ہے وہ مجھ سے

"اب تلک جیتے ہو کس زیست کو اپنائے ہوئے

غمِ محبت کا نہ کافی تھا جو تم مر نہ گئے؟

ہو کے ناکامِ محبت بھی کوئی جیتا ہے؟

اِس سے بڑھ کر بھی ہے توہینِ محبت کوئی؟

کاش اُس تیری سہیلی کو یہ ہوتا معلوم
مرنا آساں ہے مگر جینا بہت مشکل ہے
گو ہجومِ غم و آلام تھا کیسا کیسا
پھر بھی اِک پَل کے لئے میں نہیں بھولا تجھ کو
بات یہ ایسی نہیں جو ہو کسی کے بَس کی
زندگی میں تو فقط ایک یہی بات نہیں
کتنی باتیں ہیں کہ جن پر نہیں قابُو اپنا
اُنہی باتوں میں سے اِک بات ہے مرنا جینا

کتنے ہی زیست کے پہلو ہیں فقط ایک نہیں
زندگی صرف محبت ہی کا عنوان نہیں
کاش اُس تیری سہیلی کو یہ ہوتا معلوم

تین شعر

تم گئے، یاد گئی، درد بھی جانے کو ہے
ایک ہرجائی کی ہر چیز بھی ہرجائی ہے

میرے اللہ مجھے زیست کے آرام نہ دے
دلِ محبت بھرے اِک دِل کا تمنائی ہے

آج راحت سی ملی ہے دِلِ پُر درد کو پھر
بے ارادہ جو تیری یاد چلی آئی ہے

چاند ڈوبا

(نظم)

چاند ڈوبا میری محبّت کا
مسکرانے لگی سحر غم کی
سرد پڑنے لگی جنوں کی آگ
جاگ اُٹھی شعور کی دیوی

دِل جو سونا تھا اب ہوا کُندن
آنچ احساس نے نئی پائی
وہی دُنیا جو دشمنِ جاں تھی
دِل اُسی کا ہے اب تمنائی

دردِ اُلفت سمو دِیا فن میں
شاعری پر نکھار آیا ہے
جس نے دل کو اذیتیں دی تھیں
اُسی اُلفت پہ پیار آیا ہے

کوئی آنسو نہیں ہے پلکوں پر
اِک چمک زندگی نئی نو کی ہے
ولولے جاگے لے کے انگڑائی
پھر لگن اِک جدید ضو کی ہے

یہ کرشمہ ہے اُس محبت کا
جس محبت کا چاند ڈوبا ہے
معجزہ پر اُسی کا ہے یہ بھی
کہ اندھیرے میں پھر اُجالا ہے

سرسراہٹ سی پھر ہے دل کی قریب
ایک آہٹ سی پھر ہے دِل کے قریب
پھر اِدھر آ رہے ہیں نازفروش؟
کھرکھراہٹ سی پھر ہے دل کے قریب
کیا اُمنگوں نے لی ہے انگڑائی
گُدگُداہٹ سی پھر ہے دل کے قریب

اشک پھر آ رہے ہیں سوئے مژہ
رسمساہٹ سی پھر ہے دل کے قریب

کیا پھر اُن کا خیال آیا ہے
جگمگاہٹ سی پھر ہے دل کے قریب

نہ ہوئی اِس غزل سے بھی تسکین
کُلبلاہٹ سی پھر ہے دل کے قریب

ذرا ٹھہرو غمِ دل کو میں زیبِ داستاں کر لوں
بیاں کرنا ہے کیا تم سے وہ اپنے پر عیاں کر لوں
یہ عالم ہے کہ میرا حال خود مجھ پر نہیں کھلتا
"الٰہی ساری دُنیا کو میں کیونکر رازداں کر لوں"
تری یادوں کی محفل سُونی سونی ہوتی جاتی ہے
غمِ دوراں سے فرصت ہو تو یادوں کو جواں کر لوں

ساتھ لائی ہو خزاں جاؤ بہارو جاؤ
کارواں اور کہیں اپنا اُتارو جاؤ
ہمدمو جو بھی گذرنی تھی وہ گذری مجھ پر
دل میں ٹوٹے ہیں جو نشتر نہ اُبھارو جاؤ
عہدِ رفتہ کے جواں سال ارادو پھر سے
مجھ کو ڈر ہے کہ ہوگے نہ پکارو جاؤ

رات باقی ہے ابھی دور سحر ہے غم کی
میری پلکوں پہ لرزتے ہوئے تارو جاؤ

اعتماد اب نہ خوشی پر ہے نہ غم پر راہی
زیست لازم ہے بہر طور گزارو جاؤ

☆

تُو

اب تک نہیں جس کو چھیڑا گیا نغموں سے بھرا وہ ساز ہے تُو
جو ساز میں خوابیدہ نغمے اُن نغموں کی آواز ہے تُو

سینے سے جو نکلا ہو نہ ابھی، ہونٹوں پہ جو مچلا ہو نہ ابھی
وہ راز کہ اب تک راز جو ہے وہ راز ہے تو وہ راز ہے تُو

جیسے کہ ہو اک منھ بند کلی، جو پھول کے سانچے میں نہ ڈھلی
نازک نازک، کانٹوں میں پلی، قدرت کا حسیں اعجاز ہے تو

وہ شعر ہے تو جو سمجھنے سے پہلے ہی دل میں اتر جائے
جو سننے سے پہلے تڑپائے وہ موسیقی کا گہرا راز ہے تو

وہ نور جو ہے ماتھے پہ ترے، وہ نور ہے چڑھتے سورج کا
آنکھوں میں چمک ماہِ نو کی، پہلی شبِ مہ کا ناز ہے تو

مرا ہی کی دُعا ہے تیرے لئے ہمدوش ہو تجھ سے شباب ترا

وہ دُنیا جلد تجھے دیکھے جس دُنیا کی دم ساز ہے تو

ٹکرائی ہے نظر سے جو اُن کی نظر نہ ہو
یارب ہمارے حال کی اُن کو خبر نہ ہو

پامال راستوں میں بھٹکنے کا لطف کیا
وہ راہ اب چلوں جو تری رہگزر نہ ہو

جب ہم کو انتظار ہے صبحِ بہار کا
ممکن نہیں کہ رات نہ گذرے سحر نہ ہو

بعدِ فنا بھی زیست سے ممکن نہیں نجات
وہ زندگی ملی ہے کہ جس سے مفر نہ ہو

حلدسے گذر گئی ہیں زمانے کی شورشیں
دُنیا تمام کس لئے زیر و زبر نہ ہو

اے رحمتِ تمام کرم اس نظر پہ بھی
وہ اک نظر جو قابلِ نقد و نظر نہ ہو

تمھارے کلام میں جو ہے یہ سادگی یہ جوش
شاگرد ہو اثرؔ کے بھلا کیوں اثر نہ ہو

از حضرت نواب جعفر علی خاں اثرؔ لکھنوی

اے زندگی کے قافلو

راستے پُر پیچ ہیں دشوار ہیں — گھات میں بیٹھے ہیں لاکھوں حادثات
لوٹ لے کوئی نہ جنسِ آرزو — ماند پڑ جائے نہ دل کی کائنات

ہوشیار اے زندگی کے قافلو

ڈوبتی جاتی ہے نبضِ خودکشی
بڑھ رہی ہیں فکر کی پرچھائیاں
محفلوں سے چھن گئی زندہ دلی
بن گئے ناگن ڈستی ہیں تنہائیاں

سوچ کر ہنسا ذرا اے ولولو

مٹ رہی ہیں ساری اقدارِ قدیم
جادہ ہائے نو مگر گم ہیں تمام
اجنبی ماحول میں ہر آدمی
کرتا ہے اپنے مفر کا اہتمام

کیا ارادے ہیں تمہارے سوچ لو

راستی کے نام پر اب ہر جگہ
باطلوں کا بول بالا ہو گیا
شب کی تاریکی تو بڑھتی جاتی ہے
لوگ کہتے ہیں اُجالا ہو گیا

ہار نا ہمت نہ دل کے حوصلو

شب کی تاریکی جو بڑھتی ہے بڑھے تم بھی اُٹھو اے دھمکتے زلزلو

راستوں اور منزلوں کو کر گے گم مشکلیں آسان کر دو مرحلو

خود ہی اپنا حل بنو اے مسئلو

❖

ایشیا والو اُٹھو

(جب مصر پر سامراج نے حملہ کیا)

جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھے برسنے لگی آگ

ایک ہنگامہ قیامت کا بپا ہے ہر سُو

آشیانوں پہ گِدھ اور زاغ و زغن ٹوٹ پڑے

سرِ معصوم پرندوں کے قضا آئی ہے

نام پر امن کے ہوتی ہے بموں کی بارش
وہ بھی اُن پر، جو نہتے ہیں، سلح شعور نہیں
سازشیں، اس پہ بھی یہ کہتے ہوئے شرماتے نہیں
"امن قائم رہے، ہم امن کے متوالے ہیں"

ایشیا والو اُٹھو
خواب گراں سے چونکو
ایک گوشہ ہی چمن کا ابھی پھنکتا ہے مگر

کوئی محفوظ نہیں خطرہ ہے سب کو درپیش
کون کہہ سکتا ہے کل آئے گی کس کی باری

یہ دکھاوے ہیں، چھلاوے ہیں، نظر کے دھوکے
اِس پہ بھولو نہ کبھی کوئی تمہارا بھی ہے
اور مدد آکے کرے گا جو پڑے گی بپتا
اپنے پیروں پہ کھڑا ہونا نہ آیا جس کو
کب کوئی اُس کو اُٹھاتا ہے سہارا دے کر

ہو بھروسہ تو فقط اپنے ہی بَل بُوتے پر

ایشیا والو ابھی وقت ہے۔ سوچو، سنبھلو

اب بھی ہے وقت کہ آپس کے چُکا دو جھگڑے

ایک دل، ایک زبان، ایک جماعت بن جاؤ

اور اِک ساتھ ہو سب سینہ سِپر

سامراج آج بھی رکھتا ہے نظر

اُنہیں نہروں، اُنہیں شہروں، اُنہیں میدانوں پر

اُس کے پنجے سے جو نکلے ہیں بڑی مشکل سے

ساکھ کہتے ہیں کسے اور دیانت کیا ہے؟

اپنے آپے سے ہے باہر صیّاد

اور پھیلائے چلا جاتا ہے دام:

مشکل پسند اے دل آگے ہے کیا ارادہ
اب زندگی کی راہیں بے حد ہیں سادہ سادہ

سمجھے تھے ہم خزاں کو ہے حاصلِ بہاراں
پر غارتِ چمن ہے، اس سے بھی کچھ زیادہ

خوشیوں کی آس میں ہی ہم نے غموں کو چاہا
خوشیوں کو بھول بیٹھے جب غم ہوئے زیادہ

راہِ طلب میں شاید ایسا مقام آئے
ہمت بھی ساتھ چھوڑے دامن کشاں ہو جادہ

ساقی گری پہ ساقی زیبا ہے ناز لیکن
عادت پڑے نہ ہم کو پینے کی بے ارادہ

ممکن ہے ایک دن ہو اِس بزم کا یہ عالم
ساقی نہ رقصِ مستی، شیشے نہ دورِ بادہ

بنیاد راستی پر لازم ہے شعریت کی
زندہ حقیقتوں سے ہو ورنہ کیا افادہ

ختم شد

کشمیر کے جیالے افسانہ نگار نورشاہ کے افسانوں کا

پہلا مجموعہ

"بے گھاٹ کی ناؤ"

ملنے کا پتہ :-

راج محل پبلشرز جموّں